تابعین لوٹ آئے اور شریحؒ اور یحییٰ جیسے قاضی دستیاب ہوں۔ لہٰذا نظریہ ضرورت کے تحت فاسق کی تقرری جائز ہے۔ حنفیہ کے نزدیک بھی "عدالت" شرط "اولویت" ہے، یعنی احسن یہی ہے کہ "عدالت" کے حامل افراد کو قاضی بنایا جائے، لہٰذا اگر شرط عدالت سے متصف افراد دستیاب ہوں تو فساق کو متعین کرنا حرام ہوگا۔ دور حاضر میں تمام صفات شرعیہ سے متصف قاضیوں رججوں کا دستیاب ہونا ناممکن ہے۔ لہٰذا جو شخص زیادہ سے زیادہ صفات شرعیہ کا حامل ہوگا، اسے قاضی مقرر کیا جائے گا اور جو سب سے کم فاسق ہوگا، اسے دوسروں کے مقابلے میں ترجیح دی جائیگی۔ یعنی دستیاب رجال کار میں سے جو افراد نسبتاً بہتر ہوں گے، ان کے ذریعے نظام عدالت چلایا جائیگا۔ امام قرافی فرماتے ہیں: ان لم یوجد العدل ولی امثل الموجود دین۔ "اگر عادل دستیاب نہ ہوں تو موجود لوگوں میں سب سے بہتر شخص کو تعینات کیا جائے" (۱۲)۔

☆حوالہ جات☆

(۱) البہجہ شرح التحفہ: ۱۸۔ (۲) ردالمحتار علی الدرالمختار: ۴/۳۷۔ (۳) المبسوط للسرخسی: ۱۶/۱۱۳۔ (۴) المصباح المنیر، مادہ فسق: ص ۵۶۸۔ مختار الصحاح: ۵۰۳۔ (۵) البنایہ شرح ہدایہ: ۷/۶، بدائع الصنائع: ۷/۳، شرح فتح القدیر: ۷/۳۶۴۔ (۶) المہذب للشیرازی: ۲/۲۹۱، ادب القضا لابن ابی الدم الحموی: ۴/۱۳۸، حاشیہ قلیوبی: ۴/۲۹۶، مغنی المحتاج: ۴/۳۷۵، الخرشی علیٰ مختصر خلیل: ۴/۱۳۸، بدایۃ المجتہد: ۲/۴۹۹، تبصرۃ الحکام: ۱/۱۸، المغنی و الشرح الکبیر: ۱۱/۲۸۱، کشاف القناع: ۴/۳۶۲، الاحکام السلطانیہ لابی یعلی: ۱۵۔ (۷) الہدایہ مع البنایہ: ۷/۶۔ (۸) حوالہ سابقہ، فتح القدیر: ۷/۲۵۳۔ (۹) الحجرات: ۶۔ (۱۰) تفسیر روح المعانی: ۲۶/۱۳۲، المہذب للشیرازی: ۲/۳۰۷، شرح منتہی الارادات: ۳/۴۴۵۔ (۱۱) المغنی: ۱۲/۳۳۔ (۱۲) العدوی علیٰ الخرشی: ۷/۱۳۹۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اسلام کے خلاف مغربی میڈیا کی جارحانہ یلغار اور دینی مدارس کے اساتذہ و طلبہ کی ذمہ داری

انجمن الاصلاح خورد' رواق سلیمانی لکھنؤ کا افتتاحی جلسہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی صدارت میں ۲۱ ذیقعد ۱۴۱۳ھ کو بعد نماز مغرب سلیمانیہ ہال میں منعقد ہوا' مولانا مدظلہ نے طلبا سے جو خطاب فرمایا' افادہ عام کی غرض سے پیش کر رہے ہیں' یہ تقریر عبداللہ وسیم متعلم رابعہ شریعہ نے ٹیپ ریکارڈر سے نقل کی ہے' جو قابل ستائش ہیں۔

عزیز بھائیو اور فرزندان دارالعلوم!

مجھے بہت خوشی ہے کہ الاصلاح کے اس دوسرے بازو اور اس دوسرے خاندان میں آنے اور اپنے عزیزوں کو دیکھنے اور ملنے کا موقع ملا ہے۔ الاصلاح درحقیقت اس قوت بیانیہ کو پیدا کرنے کی جگہ ہے جو زبان و قلم کے ذریعہ سے وقت اور دین کے تقاضوں کو پورا کر سکے اور دین پر جو حملے ہو رہے ہیں ان کا جواب دے سکے اور پڑھے لکھے لوگوں کے ذہنوں میں اسلام پر وہ اعتماد بحال کر سکے' جو متزلزل ہوتا جا رہا ہے' اور جس کے بہت سے اسباب ہیں اور ان اسباب پر کتابوں میں اپنے اپنے رقبہ اور اپنی اپنی وسعت کے مطابق بحث کی جا چکی ہے۔ کل' النادی العربی کے جلسے میں' میں نے کہا تھا کہ اللہ کی ذات بے نیاز ہے' غنی ہے' اس کو نہ وسائل کی ضرورت ہے نہ طاقتوں کی' خواہ جسمانی ہوں' غیبی ہوں' یا مصنوعی ہوں' کسی چیز کی ضرورت نہیں' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ قوت بیانیہ کا ایک نعمت کے طور پر تذکرہ کیا ہے اور اس کی تاثیر بیان کی ہے اس نے کہا کہ مثلاً: نزل به الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین۔ یہاں تک ہی

کافی تھا' اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے لحاظ سے کہ: لتکون من المنذرین "تا کہ آپ ڈرانے والے بنیں" لیکن اس کے بعد فرماتا ہے بلسان عربی مبین۔ آپ ڈرانے والے بنیں ایسی عربی زبان میں جو واضح کرنے والی ہو' دل نشین ہو اور جو دل و دماغ کو متاثر کرے اور جو یقین پیدا کرے اور پھر فرمایا۔ انا انزلناہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون۔ یہاں عربی کہنے کی ضرورت کیا تھی 'انا انزلناہ قرانا کافی تھا' لیکن چونکہ اہل عرب مخاطب ہو رہے ہیں اور عرب ہی داعی اول ہیں دین کے' اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے لیے نہ صرف عربی زبان کا انتخاب کیا بلکہ عربی مبین کہا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کا جہاں ذکر کیا ہے' خلقت انسانی کے موقع پر' تو وہاں پر بھی اس کو فراموش نہیں کیا' یہ تو کہنا بے ادبی ہے' بلکہ اس کو ترک نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الرحمن علم القران خلق الانسان علمہ البیان۔ اور انسان کو پیدا کیا اور آگے فرماتا ہے کہ علمہ البیان' اس کو قوت بیانیہ عطا کی' اس کو سلیقہ دیا' اس بات کا کہ وہ اپنی بات کو واضح کر سکے' دل نشین کر سکے' تو یہ ایک طاقت ہے اس طاقت کا استعمال جن لوگوں یا جس گروہ اور جس طبقہ اور جس ذہنیت اور مقاصد کے حامل لوگوں کے ہاتھ میں جاتا ہے' اس سے لوگ ویسا ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر وہ ضالین و مضلین کے ہاتھوں میں چلا جائے' قوت بیانیہ ان کو ملے اور وہ اس سے فائدہ اٹھائیں تو وہ جاہلیت کی دعوت کا کام کرتے ہیں اور عقائد سے لے کر اخلاق و سلوک اور پورے انسانی تعلقات سب کو متاثر کرتے ہیں اور دنیا کی بین الاقوامی تاریخ میں ایسا واقعہ اور ایسا دور بار بار آیا ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں قلم پہنچ گیا اور قلم تو خیر ہر ایک لے سکتا ہے' لیکن وہ چلنے والا اور متاثر کرنے والا قلم پہنچ گیا' اور ان کو وہ زبان ساحر اور بیان ساحر مل گیا جس سے وہ بگاڑ پیدا کر سکیں اور ایک ایسا ادب وجود میں آیا جس نے پورے معاشرہ کو متاثر کیا۔

آپ یونان کی تاریخ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس میں بہت بڑا حصہ اس ادب کا تھا جو یونان سے پیدا ہوا' لادینیت کا ادب' تشکیک کا ادب' نفس پرستی کا ادب' ان کو ملاحم یار زم نامہ اور شاہ نامہ کہتے ہیں۔ اگر یونانی شاہ نامے پڑھیں گے' جن کا عربی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے' خود عیسائیوں نے کیا ہے اور کچھ تاریخ میں محفوظ بھی ہے' پھر اگر آپ قرون وسطیٰ کی تاریخ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس کے فساد کی بہت بڑی علت یہ تھی کہ قلم و زبان ان لوگوں کے قبضہ میں آگئے ہیں جن کو نہ خدا کا خوف تھا نہ انسانیت سے محبت ہی تھی اور نہ محاسبہ کا کوئی ڈر تھا اور وہ نفس پرست تھے اور فساد کے داعی تھے۔ ان کا ایسا اثر ہوا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یورپ بالکل ان کے چنگل میں گرفتار اور

ان کے پھندے میں پھنس گیا' گبن کی مشہور اور شہرہ آفاق کتاب Empire Decline of Eoropean پڑھیں یا ڈریپر کی between Religion and Science Conflint پڑھیں' "معرکہ مذہب و سائنس۔"

یہ میں آپ کو بتادوں کہ میں الاصلاح کا ممنون ہوں کہ میں جب یہاں پڑھتا تھا تو تعلیم کے آخری دور میں حسب استطاعت جب یہاں تدریسی کام میرے سپرد ہوا تو مجھے اس کتاب کی ضرورت تھی۔ میں انگریزی جانتا تھا' انگریزی پڑھی تھی اور محنت سے میں اصل انگریزی میں کتاب پڑھ سکتا تھا' between Religion And Science Conflint' لیکن مجھے یہاں اس کا ترجمہ مل گیا' مولانا ظفر علی خاں کا شاہکار ترجمہ ہے: "معرکہ مذہب و سائنس"۔ یہ مجھے الاصلاح سے ملا اور ایسے ہی of Eoropean Morals History' "تاریخ اخلاق یورپ" تھی' یہ بھی میرے لئے کام کی چیز تھی اور ان دونوں کتابوں سے میں نے اپنی کتاب ماذاخسر العالم میں فائدہ اٹھایا' اس لئے کہ ان دونوں کتابوں کے ترجمے ہوگئے تھے اور بڑے لائق مترجمین کے قلم سے' جو سند کا درجہ رکھتے تھے' ایک مولانا ظفر علی خاں صاحب کے قلم سے ہوا تھا ایک مولانا عبدالماجد دریابادی کے قلم سے۔ میں الاصلاح کا ممنون ہوں' احسان مند ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ الاصلاح میں یہ صلاحیت باقی رہے کہ اس سے لوگ اپنی تصنیف و تالیف میں اور تحقیقات میں کام لے سکیں' میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ آپ کو اپنے ذخیرہ کتب پر ہمیشہ نظر رکھنی چاہئے کہ کون سی کتابیں ابھی حال میں شائع ہوئی ہیں' جو ہمارے طلبہ ہی نہیں بلکہ اساتذہ کی نظر سے گزرنی چاہئیں اور میں اس کا اعتراف کرتا ہوں اور میں نے خود اپنے متعلق شہادت دی ہے کہ اساتذہ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ الاصلاح کوئی تفریح کی چیز نہیں ہے' اس لئے نہیں ہے کہ وہاں جاکر اخبارات پڑھے جائیں' اخبارات تو آپ ہر جگہ پڑھ سکتے ہیں' کون سی جگہ ہے جہاں اخبار نہیں آتا؟ یا آپ رسائل پڑھنے آئیں' سطحی قسم کے رسائل پڑھیں جو ہندوستان کے مختلف صوبوں سے نکلتے ہیں۔ آج کل تو ہر مدرسہ سے' ہر ادارہ سے' ہر انجمن سے' ہر شہر سے رسالے نکلتے ہیں۔ ایسی چیزیں ہونی چاہئیں الاصلاح کے دارالکتب میں جن سے ذہن بنے اور جن سے بامقصد مصنفین اور داعیوں کو اسلحہ ملے جن سے وہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو مطمئن کر سکیں۔ یہ الاصلاح کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور اس وقت ضمناً میں کہہ رہا ہوں کہ اس کے لیے میں ایک ذمہ دار اور ناظم ندوت العلما کی حیثیت سے یہ صفائی سے کہتا ہوں کہ اس میں اہتمام ونظامت دونوں آپ کی مدد کرنے اور آپ کے ساتھ تعاون

کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نئی کتابوں کی فہرست تیار کریں، اچھے اہل نظر کے مشورہ سے اور سنجیدہ اور فکر انگیز اور مواد فراہم کرنے والی کتابوں کی اور اس کے بعد آپ کا بجٹ اس کے لئے کافی نہ ہو تو میں اعلان کرتا ہوں کہ دارالعلوم اس میں مدد کرے گا۔

تو اس وقت قوت بیانیہ خواہ وہ تحریری ہو یا تقریری ہو اس وقت اور زیادہ مسلح ہو گئی ہے اور مسلح ہی نہیں بلکہ جیسا کہ ہمارے عزیز، الاصلاح کے غالباً" ناظم ہیں، انھوں نے جو مضمون پڑھا، اس میں انھوں نے کہا کہ یہ بات میں نے بہت دن پہلے کہی تھی کہ صدیوں کے بعد یہ بات پیش آئی ہے کہ یہودی دماغ اور عیسائی وسائل و طاقت دونوں متحد ہو گئے ہیں، حالانکہ دنیا کے جن دو مذہبوں میں زیادہ سے زیادہ تضاد ہو سکتا ہے وہ یہودیت اور عیسائیت ہیں۔ عیسائیت کی بنیاد اس پر ہے کہ مسیح ابن اللہ ہیں اور یہودیت کی بنیاد اس پر ہے کہ وہ حضرت مسیح پر تہمت لگاتے ہیں، نسبی تہمت لگاتے ہیں، جو کوئی عیسائی برداشت نہیں کر سکتا، لیکن اس کو عیسائیوں نے فراموش کر دیا، یہاں تک کہ پاپائے اعظم نے یہ قصور معاف کر دیا یہودیوں کا، جو عیسیٰ پر اعتراض کرتے تھے، تہمت لگاتے تھے۔ تو اس وقت ایک بڑی گہری سازش ہے دنیا میں اور اس نے اس وقت عنوان اختیار کیا ہے FUNDAMENTALISM کا، یعنی روس کے زوال کے بعد امریکہ نے یہ سمجھ لیا اور برطانیہ اور عیسائی و یہودی بڑی طاقتوں نے کہ اگر اب خطرہ ہو سکتا ہے اور کوئی حریف میدان میں آسکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اس لئے بڑی ہوشیاری سے، اور اس میں یقیناً یہودی دماغ کام کر رہا ہے، انھوں نے اس کو عنوان دیا ہے FUNDADAMENTALISM کا، یعنی اصول پرست، گویا قدامت پرست۔ قدامت پرست اور حق پرست۔ یا یوں کہیے کہ جو قدیم ذخیرہ ہے اس کے پرستار۔ اس اصطلاح کی جگہ پر FUNDAMENTALIST کی اصطلاح استعمال کی جارہی ہے اور اس کا اس قدر پروپیگنڈا ہے اور اس زور شور اور بلند آہنگی کے ساتھ اور ایسے مدلل بلکہ منظم طریقہ پر یہ بات کہی جارہی ہے کہ کسی آدمی کے لئے مشکل ہو گیا ہے کہ وہ اقرار کرلے کہ میں FUNDAMENTALIST ہوں، حالانکہ ایک مذہبی کے لئے RUNDAMENTALIST ہونا ضروری ہے۔ مذہبی کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ منصوصات قطعی پر، نصوص دین پر، آسمانی صحیفوں پر اور کتاب اللہ پر۔ عیسائی اگر ہو تو انجیل پر اور اگر مسلمان ہے تو اللہ کے آخری کلام قرآن مجید کے بیانات پر، اس کے احکام پر، اس کی تعلیمات پر یقین رکھتے ہیں۔ اور اس وقت یہ FUNDAMENTALIST کی اصطلاح اتنی عام ہو گئی کہ بہت ہی تاسف و ندامت

کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ممالک عربیہ میں بھی یہ اصطلاح پہونچا دی گئی ہے۔ ابھی ہمارے پاس ایک خط آیا' شاید ایک ہفتہ یا دو ہفتہ ہوا ہو 'میں نام نہیں لوں گا اور ایک ایسی جگہ سے آیا کہ جہاں کے حاکم و سلطان ہم سے ذاتی طور پر واقف ہیں' احترام کرتے ہیں' ہمارا ان کا لندن میں ساتھ رہا ہے اور انھوں نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ اپنے منطقہ میں جس جگہ کے وہ امیر ہیں ایک سڑک کا نام ہمارے نام پر رکھا تھا " شارع ابی الحسن الندوی"۔ اتنا وہ خیال کرتے ہیں اور ایک بڑے بین الاقوامی ادارے میں وہ ہمارے ساتھ رہے ہیں 'ان کے عزیز قریب کیا بلکہ ان کے ترجمان کا خط آیا ہمارے نام کہ متشددین کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ہم چند مفکروں اور چند علما کے نام یہ سوال نامہ بھیج رہے ہیں کہ متشددین کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں' جس کو عربی اصطلاح میں متطرفین کہتے ہیں' انتہا پسند۔ FUNDAMENTALIST کا ترجمہ اصلا مبدئین ہے ۔ مبادی پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت دنیا کا سارا فساد اس لئے ہے کہ کسی اصول پر یا کسی بنیاد پر یقین نہیں ہے' خالص نفس پرستی ہے اور خالص فائدہ اندوزی اور اپنے نفس کی تسکین کا سامان فراہم کرنا ہے' خواہ تمام دنیا کے مسلمہ اخلاقی اصول کے خلاف ہو' چاہے اس کا پوری انسانیت' پورے معاشرہ انسانی اور پورے عہد پر کچھ اثر پڑے' لیکن اپنا کام نکالنا ہے۔ یہ معنی تھے بے اصولی کے اور اس بے اصولی نے آج دنیا کو اس جگہ پر پہونچا دیا ہے کہ کسی وقت بھی قیامت آسکتی ہے۔ وہ قیامت تو اللہ تعالٰی لا سکتا ہے اس قیامت کا ذکر نہیں۔ ایک ویسی قیامت یعنی قیامت صغری ہر وقت ہو سکتی ہے۔ پہلی جنگ عظیم بھی ایک طرح کی قیامت صغری تھی' دوسری جنگ بھی۔ ایسی جنگیں ہو سکتی ہیں اور اس سے بڑے پیانے پر ہو سکتی ہیں۔ وہ صرف برطانیہ اور جرمنی کی جنگ تھی اور اس میں کچھ اور طاقتیں شامل ہو گئی تھیں اور دوسری جنگ بھی ایسی ہی تھی' لیکن اب جو جنگ ہو گی وہ بہت خطرناک ہو گی۔ اس وقت ایٹمی ہتھیار بھی نہیں تھے اور اب ایٹمی ہتھیار بھی ہیں اور دوسرے یہ کہ اس جنگ کا رقبہ اس جنگ سے کہیں زیادہ ہو گا۔ یہ نتیجہ ہو گا بے اصولی اور نفس پرستی اور مطلق آزادی کا اور ظاہر بینی کا۔ لیکن ان کو شرم نہیں آتی' انھوں یہ اصطلاح ایجاد کی' حالانکہ سارا فساد یہی ہے: ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون۔ یہ کیا ہے؟ اس کی اصل بنیاد آپ دیکھیں اور قرآن کے پورے سیاق و سباق پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بما کسبت ایدی الناس میں یہی بے اصولی اور نفس پرستی اور مکمل آزادی اور ہر طرح کی چھوٹ اور نفس کی تسکین کا ہر قیمت پر سامان

کر لینا ہے' بطرت معیشتہا کہ اللہ تعالیٰ جس کو فرماتا ہے۔ یہ سب FUNDAMENTALISM کے منکروں کے خیالات ہیں اور ان کے مقاصد اور ان کی دعوت میں یہ ساری چیزیں موجود ہیں' جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بماکسبت ایدی الناس۔ خیال کیجئے قرآن مجید کی بلاغت کا کہ ایدی الناس پر اسکی نسبت کی ہے' اس کی نسبت کسی اور چیز پر نہیں' بماکسبت ایدی الناس' ان لوگوں کے ہاتھوں نے کیا جو کسی اصول پر ایمان نہیں رکھتے تھے' کسی بنیاد پر ان کا اتفاق نہیں تھا' کوئی حدود ان کے لئے مقرر نہیں تھے کہ یہاں سے یہاں تک جائیں گے۔

تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ وقت بڑا نازک اور خطرناک ہے۔ اس میں تبادلہ خیال کی صلاحیت' تحریری صلاحیت اور لسانی و بیانی صلاحیت ان سب چیزوں کی ضرورت ہے اور اب وہ صرف اس لئے نہیں ہے جیسے کہ آج سے پچاس برس پہلے تھا کہ آپ کسی میلاد اور کسی سیرت کے جلسے میں تقریر کر دیں یا کسی انجمن کے پلیٹ فارم سے کوئی تقریر کر دیں یا اپنے مدرسہ کا تعارف کرا دیں یا کسی نیک مقصد کے لئے کوئی جلسہ ہو اور اس میں آپ تقریر کر دیں۔ اب تو ایک عالمی سازش ہے۔ بڑے وسیع اور نہایت گہرے پیمانے پر اور اس کے مضرات بہت دور رس اور بہت دقیق اور بہت عمیق ہیں۔ یہ اتنی بڑی سازش' کم از کم میرے محدود مطالعہ میں جس کے پیچھے اتنا پروپیگنڈا ہو اور اتنے ذرائع ابلاغ ہوں' جسے آج میڈیا کہتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ سب کے سب' ریڈیو' ٹیلی ویژن' پریس اور سیمینارس' ملکوں کے دورے اور آنے جانے والے وفود یہ سب کے سب اس نکتہ پر آکر متحد ہو گئے ہیں کہ دنیا میں FUNDAMENTALISM کا مقابلہ کیا جائے' یعنی کوئی اصول ہی باقی نہ رہے' حدود ہی باقی نہ رہیں' وہ سب کر سکتے ہوں جس سے دل خوش ہو جائے۔

ایران کا ایک فلسفہ ہے 'لذتیت جس کا نام آتا ہے۔ لذتیت کے معنی یہ ہیں کہ جس چیز میں مزہ آئے وہ کرنی چاہئے۔ آج کا یورپ اسی انداز سے سوچ رہا ہے۔ پورے یورپ کا دماغ گویا لذتی بن گیا ہے جس میں مزہ آئے' جس میں فائدہ ہو۔ البتہ لذت کو ذرا وسیع کر دیا ہے انھوں نے کہ وہ لذت بطن یا لذت لسان نہ ہو بلکہ وہ لذت ذہن ہو' اس میں لذت سیاسی بھی شامل ہو اور لذت سائنسی بھی شامل ہو اور وہ جو ایک فاتحانہ خوشی ہوتی ہے اور فاتحانہ مسرت ہوتی ہے وہ اس میں شامل ہو' تو لذت کا انھوں نے دائرہ اور وسیع کر دیا ہے' اس سے وہ اور خطرناک بن گئی ہے ۔یونان کا جو لذتی سکول تھا وہ وہاں تک جا ہی نہیں سکا تھا' اس کی نوبت ہی نہیں آئی تھی لیکن یورپ کا لذتی اسکول بہت ہی آگے

پہونچ گیا ہے۔ یہ اس وقت گہری سازش ہے' اس سے بڑھ کر کوئی سازش نہیں۔ چونکہ ہمارا آنا جانا ہوتا ہے اور ہمارے روابط ہیں ثقافی اور صحافی اور تحریری' چنانچہ عرب ممالک میں بھی' خلیج میں بھی یہ بات داخل ہو گئی ہے کہ متشددین کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ متشددین کے معنی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ معاشرہ اسلام کے احکام کے مطابق ہونا چاہئے' اس میں خوف خدا' خوف آخرت ہو اور اسے محاسبہ ہونے کا خیال ہو اور اس میں دوسروں کے حقوق کا لحاظ ہو اور جو لوگ احکام شریعت کو جاری کرنا چاہتے ہیں۔ حدود شرعیہ تو خیر بڑی چیز ہیں' تعزیرات بڑی چیز ہیں' مثلاً رجم ہے یا جلد ہے' یہ چیزیں تو بڑی ہیں اور ان کی نوبت نہیں آتی' لیکن جو روز مرہ کے حالات ہیں اور بہت قابل عمل حدود کے اندر جو احکام شرعیہ کا اجرا چاہتے ہیں ان سے بھی حکومتیں ڈر رہی ہیں اور وہاں سے نکلنے والے اخبارات میں اور خطوط میں یہ بات نظر آتی ہے۔ جیساکہ میں نے عرض کیا کہ ابھی ایک خط آیا ہے اور ہمیں اس کا جواب دینا ہے کہ آپ متشددین کے بارے میں کیا کہتے ہیں اور خط کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ متشددین کے خلاف لکھوانا چاہ رہے ہیں' وہ ایک فتویٰ چاہتے ہیں' جس کی اشاعت کریں کہ شیخ ابی الحسن علی الندوی جو معروف ہیں' مصنف ہیں' ایسے ہیں' ویسے ہیں اور انھوں نے نام لکھے ہیں بہت ممتاز مفکرین اور عرب فضلا کے کہ ان کے پاس بھی بھیجا گیا اور آپ کو بھی بھیجا جا رہا ہے کہ آپ متشددین کے بارے میں اپنا خیال ظاہر فرمائیں۔

اب بالکل (FUNDAMENTALISM) کے بارے میں امریکہ اور برطانیہ اس طرح سوچ رہا ہے اور پروپیگنڈہ کر رہا ہے' ایک صدائے بازگشت آرہی ہے ان ملکوں سے' آپ کو ان سب خطرات کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اب معاملہ صرف اتنا نہیں ہے کہ سینما مت جاؤ' بہت بری بات ہے' اسکی برائی اپنی جگہ پر۔ مسلم ہے' جو شناعت ہے وہ شناعت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا' اب صرف یہ نہیں کہ کھیل کود میں زیادہ مت پڑو' فضول خرچی مت کرو' اب یہ اصلاح معاشرہ کا کام بہت اہم ہے' میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک رکن کی حیثیت سے اس کی پوری وکالت کرتا ہوں۔ یہ کام آپ کو کرنا ہے اپنی اپنی جگہوں پر' اصلاح معاشرہ کی دعوت دینا ہے' مکاتب و مدارس کو جاری کرنے کی آپ کو دعوت دینا ہے' مسجد مسجد مکتب قائم ہو اور کچھ گھروں پر بھی اس کا انتظام ہو' جیسے پہلے ہوا کرتا تھا' کئی پڑھے لکھے آدمی بیٹھیں اور وہاں کے بچے آئیں اور اردو لکھنا پڑھنا سیکھیں' قرآن مجید پڑھ سکیں اور جو دین کی بنیادی باتیں ہیں مثلاً کلمہ اس کو صحیح یاد ہو اور وہ شرک و توحید کا فرق سمجھتے ہوں' کفر و ایمان کا فرق سمجھتے ہوں اور

سیرت نبوی سے ضروری حد تک واقف ہوں' یہ سب کام آپ کو کرنا ہے' لیکن اس سے بڑی ایک گہری سازش اس وقت ہے جس کے لئے بڑے پیمانے پر آپ کو عملی تیاری کرنی ہے۔ وہ ہے عدم اصول پرستی کے خلاف جہاد۔ اس وقت امریکہ نے خاص طور پر جو مہم چلائی ہے اور ایک بہت بڑی سازش اور ایک بہت بڑا منصوبہ ہے' اس میں یہودی دماغ کام کر رہا ہے اور عیسائی وسائل اور عیسائی طاقتیں اس کے پیچھے ہیں' وہ یہ ہے کہ ایمان کو' تعلق باللہ کو' ایک دین کی پابندی کو اور آخرت کے خیال کو متزلزل کریں اور یہ کہہ کر کہ یہ سب بنیادی باتیں ہیں' پرانی باتیں ہیں' فرسودہ باتیں ہیں' تو اس کے لئے FUNDAMENTALISM وغیرہ کے نام رکھتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کو تیاری کرنا ہے' میں الاصلاح کو محض تقریر و تحریر کا ایک شعبہ نہیں سمجھتا' بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ندوت العلما کے ایک مقصد کے پورا کرنے کا یہ ایک ذریعہ ہے اور وہ ہے ذہین اور تعلیم یافتہ طبقہ کو مطمئن کرنا' اسلام پر اعتماد دوبارہ واپس لانا اور خاص طور پر ترقی یافتہ جو اسلامی ممالک ہیں' ان میں اسلام پر اعتماد متزلزل ہو چکا ہے۔ الجزائر میں کیا ہو رہا ہے □ الجزائر میں خالص دینداروں اور حکومت کے نمائندوں کے درمیان جنگ ہے۔ نہ اسرائیل کی ان کے خلاف جنگ ہے نہ اسرائیل کا ان کے خلاف معرکہ ہے اور نہ کسی یورپین طاقت کی ان کے خلاف جنگ ہے اور نہ ملک میں بگاڑو فساد پیدا کرنے والوں کے درمیان۔ خالص دیندار' دین پسند (میں دین پرست نہیں کہتا' دین پسند طبقے) اور جو چاہتے ہیں کہ کلمتہ الل • ھی العلیا اس پر عمل ہو' یہاں اللہ کا حکم سب سے زیادہ قابل اطاعت سمجھا جاتا ہو' یہاں فرائض کی پابندی ہو اور محارم سے حرمات سے اجتناب ہو اور یہاں مسجدیں آباد ہوں' اس کا ذکر کرنا بھی الجزائر میں ایک بڑا جرم ہے۔ برابر خبریں آتی رہتی ہیں کہ دین پسند لوگوں میں سے اتنے آدمی شہید ہوئے۔ لیبیا میں بھی ہو چکا ہے اور اب بھی لیبیا کا حال یہی ہے اور شام تو بالکل غیر مسلم عنصر کے قبضہ میں ہے۔ وہاں کے دروزی' حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہیں' کسی طور پر ان پر مسلمانوں کی تعریف صادق نہیں آتی۔ اس طور پر یہ فتنہ مشرق کی طرف بڑھ رہا ہے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ پاکستان بھی اس کی لپیٹ میں نہ آجائے۔ ابھی جو تھوڑی سی تبدیلی ہوئی ہے' نواز شریف کو جو ہٹایا گیا ہے' اس میں بھی امریکہ کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے اور ضیاء الحق شہید مرحوم کی شہادت اور ملک فیصل کی شہادت میں بھی امریکہ کا ہاتھ تھا۔ اور وہ اس بنا پر تھا کہ کوئی ایسا عنصر یا ایسا فرد غالب نہ ہونے پائے' حاوی نہ ہونے پائے اس ملک پر' اس ملک کے مستقبل کے تعمیر میں وہ آزاد نہ ہو جو اصول پسند ہو اور عقیدہ کا پختہ ہو اور اسلام کی حقانیت پر پورا یقین

رکھتا ہو اور ضروری حد تک وہ فرائض کا بھی پابند ہو۔ یہ ایک سازش چلی آرہی ہے، فکری طور پر بھی اور سیاسی و انتظامی طور پر بھی۔ ہمیں اسی طور پر اس کا مقابلہ کرنا اور تعلیم یافتہ طبقہ کو مطمئن کرنا اور اسلام کی ابدیت پر اس کا یقین واپس لانا، دوبارہ یقین پیدا کرنا ہے کہ اسلام ہر زمانے کا ساتھ دے سکتا ہے، قیادت کر سکتا ہے۔ جدید نصاب تعلیم اور یورپ سے جو طریقہ تعلیم آیا ہے، وہاں سے امپورٹ کیا گیا ہے، اس میں یہ خاصیت ہے کہ وہ اسلام پر اعتماد کو متزلزل کردے کہ اسلام نے بے شک ایک زمانہ میں اچھا کام کیا تھا، اچھا پارٹ ادا کیا تھا، لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اس وقت وہ بہت ہی غیر ترقی یافتہ زمانہ تھا، خدا بھلا کرے ان لوگوں کا، مثلاً عورت کو کچھ حقوق مل گئے، دختر کشی بند ہو گئی اور شراب اتنی نہیں پی جانے لگی، لیکن اب اسلام اس زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ ہے اصل میں فتنہ کہ اسلام اس زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ آپ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اسلام اس زمانہ کا ساتھ دینا تو الگ رہا یہ تو اس تنزل کے بعد اس زمانہ کو ہلاکت سے بچا سکتا ہے، اسلام اس زمانہ کو راہ پہ لگا سکتا ہے۔ اسلام اس زمانہ کو مبارک بنا سکتا ہے اور اسلام اس زمانہ کو رہنے کا سلیقہ سکھا سکتا ہے اس کے لئے آپ کو تیاری کرنی ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہمارے بعض اساتذہ اس میں کتابوں کا انتخاب کریں۔ ایک زمانہ میں ہم نے مولانا مسعود عالم صاحب ندوی سے مشورہ کرکے ایک فہرست بنائی تھی کہ فلاں درجے سے لے کر فلاں درجہ کے طلبا یہ کتابیں پڑھیں اور فلاں درجے سے فلاں درجہ تک کے طلبا یہ کتابیں پڑھیں اور ہم نے یہ بھی انتظام کیا تھا کہ الاصلاح میں ایک رکن کی ڈیوٹی مقرر کی تھی کہ آپ یہاں بیٹھا کریں، الاصلاح کے کھلنے کا جو وقت ہے اس میں ایک گھنٹہ آپ وقت دیں کہ طلبا کو معلوم ہو کہ ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کون سی کتابیں پڑھنی ہیں۔ طلبا ان کے پاس جائیں اور کہیں کہ ہم اس درجہ کے طالب علم ہیں بتائیے ہم پہلے کیا پڑھیں، بتائیے ہم تاریخ کا مطالعہ کہاں سے شروع کریں، بتائیے ہم سیرت میں اس وقت کون سی کتابیں پڑھیں، اس منزل پر کون سی کتاب مناسب ہوگی۔ یہ دو انتظامات ہم لوگوں نے کئے تھے، ہم سمجھتے ہیں کہ اسکی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔

میں نے اتنی طوالت اور اتنی تفصیل کے ساتھ بات کردی حالانکہ میں اس حال میں نہیں تھا اور میں آپ سے معذرت کرنے والا تھا کہ مجھے بعض ضرورتیں ہیں، ہمارے معزز مہمان بھی آئے ہوئے ہیں، ذہن دوسری لائن پر کام کر رہا ہے، لیکن یہ آپ کی محبت ہے، آپ کا خلوص ہے یا اللہ تعالیٰ جو آپ سے کام لینا چاہتا ہے، اسکی اہمیت اور قدروقیمت ہے کہ میں نے اتنی تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کیا۔ بس آخر میں یہ کہنا ہے